میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دبئی سے مطبوعہ
مدلل وفکر انگیز تحریر کا اردو ترجمہ

کیا ہم محفل منعقد کریں؟

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری



ایصالِ ثواب
مرحوم حاجی محمد الیاس محمد حسین رمضان کاملی
مرحومہ خدیجہ حجن و جملہ اُمتِ مسلمہ

نوری مشن، مالیگاؤں   اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر مالیگاؤں

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۳۲
بفیض: تاج دار اہل سنّت حضور مفتی اعظم و جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

کیا ہم محفل منعقد کریں؟

ترجمہ : شیخ الحدیث علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

تقدیم : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ)، پی۔ایچ۔ڈی

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں
رابطہ: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں
سن اشاعت ۱۴۴۳ھ/ ۲۰۲۱ء...... ہدیہ: دُعاے خیر
9325028586, 9273574090, gmrazvi92@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سعادتیں

ذکر رسول اللہ ﷺ سے حیات کی بہاریں ہیں...... یہ نغمۂ روح ایمان کو تازہ کرتا ہے......وہ کیسے لوگ ہیں جنھیں ذکر مصطفیٰ ﷺ نہیں بھاتا...... یقیناً ان کے عقائد کی بزم سوُنی ہے......انھیں اپنے دل کوٹٹولنا چاہیے......خیالات کی اصلاح و دُرستی کرنی چاہیے......ایسے صاحبوں سے گزارش ہے کہ اپنے مَن کی دُنیا کو نعتِ رسول ﷺ سُن سُن کر آباد کریں......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کا مجموعہ کلام ''حدائق بخشش'' مطالعہ کریں......تاکہ محبتوں کی صبح طلوع ہو......ایمان کی تازگی کا سامان ہو۔

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

نوری مشن نے قیام کے بعد سے ہی ''میلاد'' کی مناسبت سے اشاعتی کام شروع کیا......ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر اشاعت کی جاتی ہے......جس کے عمدہ نتائج ظاہر ہوئے......کتنے ہی اہلِ علم نے فکر کا قبلہ درست کیا......کتاب وسنت کے دلائل سے مزین رسائل و کتب سے پروپیگنڈوں کی تہیں چاک ہوئیں......میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی مناسبت سے اب تک نوری مشن نے درجنوں کتابیں شائع کیں، جب کہ دیگر مطبوعات کی تعداد ۱۳۰/ سے تجاوز کر چکی ہے......

پیشِ نظر کتاب ''کیا ہم محفل منعقد کریں؟'' بچپن میں ہی مطالعہ سے گزری......جبھی اشاعت کا عزم کیا......اتفاق کہ بزمِ اشاعت میں ایک مدت کے بعد (۱۴۴۳ھ/ ۲۰۲۱ء میں) جلوہ بار ہو رہی ہے...... یہ مقالہ محبوب پاک ﷺ کے ذکر کا مہکتا ہوا گلشن ہے......جس میں دلائل کی کثرت ہے......محافلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کو بدعت کہنے والوں کا محاسبا کتاب وسنت کی روشنی میں کیا گیا ہے......سلفِ صالحین سے بھی دلائل قائم کیے گئے ہیں......بدعت کی شرعی و عرفی حیثیت پر جامع، مبرہن اور مبسوط گفتگو کی گئی ہے......مقالہ 'ادارۃ الافتاء والبحوث' نے لکھا اور 'دائرۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ' دبئی نے شائع کیا......علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے اردو ترجمہ کیا......کراچی و لاہور سے متعدد بار شائع ہوا......اب ہند میں نوری مشن سے چھپ کر منصۂ شہود پر ہے......یوں ہی میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی بہاروں میں نوری مشن سے ہر سال کی طرح اِمسال بھی ''راشن کٹ'' مستحقین میں تقسیم ہوگی......اللہ تعالیٰ! عزم وحوصلہ اور اخلاصِ عمل سے نوازے......آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

غلام مصطفیٰ رضوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حرفِ آغاز

عالمِ اسلام کے مشہور عالم دین اور نامور روحانی مرشد حضرت ضیاء الدین احمد مدنی قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نام مدینہ منورہ سے سلام و پیام آتے ہوں، اس لحاظ سے بھی راقم خوش قسمت ہے، ''بھی'' اس لیے کہا کہ خوش قسمتی کی اور بھی کئی جہات ہیں، فالحمد للہ تعالیٰ علی جمیع ذلك۔

کچھ عرصہ پہلے آبروئے اہل سنّت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی نے ایک عربی رسالہ سید الشہداء (امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھجوایا اور تحریر کیا کہ مدینہ طیبہ کے عالی مرتبت بزرگ نے اس کے ترجمہ کی فرمائش کی ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اس کا ترجمہ کردیں۔ الحمد للہ تعالیٰ راقم نے اس کا ترجمہ کردیا، جسے ادارۂ مسعودیہ کراچی نے ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء میں شائع کیا، مدینہ منورہ میں بھی اسے پسند کیا گیا۔

۲۷/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو پروفیسر صاحب لاہور تشریف لائے ہوئے تھے، اُنھوں نے ماڈل ٹاؤن سے ایک بروشر ارسال کیا، جو دُبئی کے 'ادارۃ الافتاء والبحوث' نے لکھا ہے، اور 'دائرۃ الاوقاف والشئوون الاسلامیہ' نے شائع کیا ہے اور اپنے مکتوب میں لکھا:

> ''مخدومی مدظلہ العالی نے ترجمہ کے لیے ایک اور رسالہ عنایت فرمایا ہے، فقیر کی آرزو ہے کہ یہ سعادت بھی آپ ہی حاصل کریں۔''

آخر یہ سعادت کیوں نہ حاصل کرتا؟ ۲۱/رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ کو اس رسالے کا ترجمہ شروع کیا، ۲۶/رمضان المبارک/ ۵/فروری ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء کو مکمل ہوگیا۔

دُعا ہے کہ یہ کاوش اللہ تعالیٰ، اس کے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی نظر میں پسندیدگی حاصل کرے اور ذریعۂ نجات ہو۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث: جامعہ نظامیہ، لاہور

۲۶/رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ
۵/فروری ۱۹۹۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

افتتاحیہ

کب سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں؟......کون بتائے، کس سے پوچھیں......کسی کو نہیں معلوم......ظہورِ قدسی سے لاکھوں سال پہلے ایک محفل سجائی گئی، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا نے شرکت فرمائی، رب کریم نے خطاب فرمایا اور اُس آنے والے کا ذکر فرمایا جس کے آنے کے بعد نہ صرف اُمتیوں پر بلکہ نبیوں پر بھی دل دینا اور جان فدا کرنا فرض قرار پایا...... قرآن کریم کھولیے اور اس مقدس محفل کا حال پڑھیے اور پڑھتے ہی جائیے، سُنیے، سُنیے یہ کیسی آواز آرہی ہے:

> اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا، ''جو میں تم کو کتابِ حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا''......فرمایا......''کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟''......سب نے عرض کی......''ہم نے اقرار کیا''......فرمایا......''گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔'' (۱)

عقل یہ کہتی ہے کہ جب یہ عظیم الشان پیمانِ محبت باندھا گیا اور آپ کی آمد آمد اور ولادت و بعثت کا ذکر کیا گیا تو یقیناً اُس جہاں سے اِس جہاں میں آکر ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت سے یہ عہد لیا ہوگا، اُس آنے والے کا چرچا کیا ہوگا......اُس کا ذکرِ ولادت کیا ہوگا......بار بار کیا ہوگا...... ہر شہر میں، ہر کوچے میں، ہر گلی میں، ہر مکان میں......کم از کم ایک محفل تو سجائی ہوگی......پھر بھی کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار محفلیں سجی ہوں گی......جب اُس آنے والے کا اتنا چرچا ہوا تو اُس کو سارے عالم میں جانا پہچانا ہونا چاہیے......ہاں، کیوں نہیں!......آنے سے پہلے ہی سب اُس کو جانتے تھے اور خوب جانتے تھے......وہ آنے والا آنے سے پہلے ایسا جانا پہچانا ہو گیا جیسے باپ کے لیے بیٹے جانے پہچانے ہوتے ہیں......سُنیے سُنیے قرآن حکیم کیا فرمارہا ہے:

جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک اُن میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتا ہے۔(۲)

سورۂ انعام میں بھی یہی فرمایا:

جن کو ہم نے کتاب دی اس نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، جنھوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی وہ ایمان نہیں لائے۔(۳)

تو جب اُس کی یاد دلوں میں بس گئی اور روحوں میں سما گئی تو یقیناً ہر زبان پر اُسی کا ذکر ہوگا، اُس کو اپنی مصیبتوں میں وسیلہ بناتے ہوں گے...... اُسی کو اپنا سہارا سمجھتے ہوں گے......

قرآن حکیم سے اس محبت ووارفتگی کا حال پوچھیے، سُنیے سُنیے وہ کیا فرمارہا ہے:

اور اس سے پہلے وہ (یہودی) اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔(۴)

ہاں، کیوں نہ ہاتھ پھیلاتے، کیوں نہ دُعائیں مانگتے کہ شب و روز اُس کے ذکر و اَذکار سے فضائیں گونج رہی تھیں، محفلیں سج رہی تھیں، آخری محفل کا حال تو قرآن حکیم میں بھی بیان کیا گیا ہے...... محفل سجی ہے، ہزاروں مسلمان جمع ہیں، ایک اہم اعلان ہونے والا ہے، سب منتظر ہیں، سب گوش برآواز ہیں...... سُنیے سُنیے، قرآن حکیم میں یہ کیا آواز آرہی ہے:

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا، اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اُن کا نام احمد ہے، پھر جب احمد اُن کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے، بولے یہ کھلا جادو ہے۔(۵)

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آنے والے کی آمد آمد کی خوش خبری بھی سنائی اور

خوشی منانے کا سلیقہ بھی سکھایا...... اپنے چاہنے والوں کے لیے رب کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے اور دُعا کی، اے زمین پر کھلانے والے، آسمان سے بھی ہم کو کچھ عطا فرما......قرآن حکیم میں یہ سارا واقعہ بیان کیا گیا ہے، سُنیے اور اس واقعہ سے خوشی منانے کا سلیقہ سیکھیے......

جب حواریوں نے کہا، اے عیسیٰ بن مریم! ''کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتارے''، کہا...... ''اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو''...... بولے...... ''ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں اور ہم آنکھوں دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہوجائیں''......عیسیٰ بن مریم نے عرض کی......
''اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلوں اور پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے''......
اللہ نے فرمایا...... کہ ''میں اسے تم پر اُتارتا ہوں۔'' (٦) الآیہ

غور فرمائیں خوانِ نعمت اُترے تو حال اور مستقبل والوں کے لیے عید ہو اور جانِ نعمت اُترے تو پھر ماضی و حال اور مستقبل والوں کے لیے کیوں عید نہ ہو؟......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس رمز محبت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے......عید منانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور ایک آن نعمت کو نہ بھلایا جائے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کو نہ بھلایا جائے، کیوں کہ نعمت کو یاد کرنے سے منعم یاد آتا ہے، یہی ہر انسان کی نفسیات ہے...... اس لیے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کو یاد کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔(٧)...... پھر جانِ نعمت کو یاد کرنا اور بھی ضروری ہوا...... یہ یاد کرنا رب کریم کی سنّت ہے، نبیوں کی سنّت ہے، فرشتوں کی سنّت ہے، نیک مسلمانوں کی سنّت ہے......رب کریم خود فرما رہا ہے......ہم بار بار سُنتے ہیں، نہ معلوم غور کیوں نہیں کرتے......سُنیے سُنیے، غور سے سُنیے:

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو...... بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت دُنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے......(۸)

جو درود و سلام کے لیے تیار نہیں اُن کو وعید سنائی جا رہی ہے اور جو درود و سلام کے لیے تیار اور مستعد ہیں ان کو یہ خوش خبری سنائی جا رہی ہے......

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔(۹)

آپ نے ملاحظہ فرمایا، رب کریم، محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد کرنے والوں پر بھی درود بھیج رہا ہے اور اس کے اَن گنت فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں...... دانا انسان کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہے......

ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کو یاد کرنے میں اور اس کا ذکر سننے میں سرور و سکون محسوس کرتا ہے، ذکر کرنے والوں سے محبت کرنے لگتا ہے، یہ عشق و محبت کی فطرت ہے...... جو اس کے خلاف کرے وہ سب کچھ ہوسکتا ہے مگر عاشق نہیں ہوسکتا...... دل یہی کہتا ہے، عقل یہی کہتی ہے...... تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے لیے محبت شرط اوّل ہے...... یہ اللہ فرما رہا ہے، یہ خالق و مالک فرما رہا ہے...... کس کی مجال کہ سرتابی کرے، کس کی جرأت کہ سرکشی پر کمر باندھے...... سُنیے، سُنیے کیا فرما رہا ہے؟

آپ فرما دیجیے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان...... یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے......(۱۰)

دُنیا میں جو چیزیں دل کو کھینچتی ہیں سب ہی تو بیان فرمادیں، ہاں! اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر ان سب سے دل ہٹانا ہوگا......سب کو بھلا کر انہی کو یاد کرنا ہوگا......کیا عشق و محبت کی تاریخ میں کسی نے کہیں یہ پڑھا ہے کہ کسی عاشق نے اپنے محبوب کو نہ خود یاد کیا ہو اور نہ کسی کو یاد کرنے دیا ہو؟......ہم نے تو کہیں نہیں پڑھا......کہ محبوب کا ذکر سُن کر عاشق منھ بسورنے لگے، ناک بھوں چڑھانے لگے، نتھنے پھلانے لگے، غیض وغضب کے عالم میں محبوب کے ذکر کی محفل سے بڑبڑاتا چلا جائے...... یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

پیش نظر مقالے میں ایسے ہی انسان کی اس سوچ اور فکر پر بحث کی گئی ہے، گو یہ بات ایسی نہ تھی جس کے بارے میں کسی دماغ میں یہ خیال گزرا ہو کہ کبھی اس پر بھی بحث کی جائے گی......کبھی اس پر بھی سوچا جائے گا......کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے، کیا محبت کا دعویٰ کرنے والے، محبوب کے ذکر وفکر کی محفلوں پر اس طرح بڑھ چڑھ کر اعتراض کریں گے؟......مگر وہ وقت بھی آ گیا......اُجالوں میں وہ اندھیرا بھی آ گیا...... پھولوں میں وہ کانٹا بھی آ گیا جو ہر محبت والے کے دل میں کھٹک رہا ہے......آیئے اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کے جوابات سُنیے، مدلل اور دل نشیں...... اندھیروں میں اُجالے دیکھیے......کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم بے عقلی کی باتیں چھوڑ کر، عقل و دانش کی باتیں کرنے لگیں؟......کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم نفرت و عداوت کی باتیں چھوڑ کر محبت واُلفت کی باتیں کرنے لگیں؟......کیوں نہیں ہوسکتا، ضرور ہوسکتا ہے!......مگر ہم کو دُشمنانِ اسلام کی سفارت چھوڑنی ہوگی، ہم کو ملتِ اسلامیہ کی وکالت کرنی ہوگی......

اللہ نے انبیا کی سنّت پر عمل کرنے کا حکم دیا، اللہ نے نیک مسلمانوں کی سنّت پر عمل کرنے کا حکم دیا، اللہ نے فرشتوں کی سنّت پر عمل کرنے کا حکم دیا...... کسی جگہ بھی کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی رسموں اور عادتوں کو اپنانے کا حکم نہیں دیا......مگر ہم نے سرکشی پر کمر باندھی ہے...... ہر حکم کو ٹالا ہے اور اپنے نفس کے ہر حکم کو مانا ہے......کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ کی

بے شمار رسمیں اور عادتیں ہم نے اپنالی ہیں...... اپنانے والے، اس عجیب وغریب طرزِ عمل پر تنقید کرنے والوں سے بھی بیزار نظر آنے لگے...... ان تمام برائیوں کے باوجود اپنی ضد پر قائم ہیں، یہود ونصاریٰ کی رسموں کو عام کررہے ہیں، صلحاے اُمت کی سنتوں پر پابندیاں لگا رہے ہیں...... کوئی معقول بات سننے کے لیے تیار نہیں...... کیا ایمان کا یہی تقاضا ہے؟...... نہیں، نہیں ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ کا حکم مانا جائے...... تو حکم یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آن یاد کیا جائے، درود وسلام پڑھے جائیں، فرشتوں کی طرح، نیک مسلمانوں کی طرح کھڑے، بیٹھے جس طرح بھی ممکن ہو پڑھے جائیں...... ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلام دُشمنی میں دُشمنانِ اسلام کا ساتھ نہ دیں...... ہم محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر رکھیں، یہی وہ دولت ہے جس کو ساری دُنیا کے لوٹنے والے لوٹنے کی فکر میں ہیں، اس دولت کو لٹنے نہ دیں، اس کی دل وجان سے حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

پیش نظر مقالہ اسلام کے خلاف عالم گیر تحریک کے جواب میں دُبئی کے 'ادارۃ الافتاء والبحوث' نے مرتب کیا اور 'دائرۃ الاوقاف والشئوون الاسلامیہ' دُبئی نے اس کو شائع کیا، اللہ تعالیٰ مؤلف اور ناشر دونوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین!...... یہ رسالہ ۱۹۹۶ء میں مدینہ منورہ حاضری کے وقت ایک عاشق رسول نے عنایت فرمایا اور ساتھ یہ ارشاد بھی فرمایا کہ: اِس کا اُردو زبان میں ترجمہ کرادیا جائے...... الحمدللہ! فقیر کی درخواست پر فاضل جلیل، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف دام لطفہٗ نے رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ (جنوری وفروری ۱۹۹۷ء) میں یہ ترجمہ مکمل فرما کر ارسال فرمایا، مولاے کریم فاضل ممدوح کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین...... اِس مقالے کے نا تمام حوالوں کو مکمل کرنا ضروری تھا، الحمدللہ! یہ کام راقم کی درخواست پر فاضل مترجم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے محقق جامعہ نظامیہ لاہور، مولانا محمد نذیر سعیدی اور مولانا محمد عباس قادری (گوجرانوالہ) سے بڑی حد تک مکمل کروایا۔ مولاے کریم ان دونوں محققین کو

اجرِ عظیم عطا فرمائے۔آمین!......ادارۂ مسعودیہ اس ترجمہ کی اشاعت کی سعادت حاصل کررہا ہے،مولیٰ تعالیٰ ناشرین ادارۂ مسعودیہ کوبھی اپنے کرمِ عمیم سے نوازے۔آمین!

اِس میں شک نہیں کہ مؤلف یا مؤلفین نے محفلِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کے سلسلے میں بڑی معقول بحث کی ہے جو پڑھنے والے کے اطمینانِ قلب کے لیے کافی ہے...... مولیٰ تعالیٰ ہم کوحق بات کہنے،سُننے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

احقر محمد مسعود احمد

۲/۱۷۔سی،پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی۔۷۵۴۰۰

۱۵رشوال المکرم ۱۴۱۷ھ

۲۲رفروری ۱۹۹۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور وہ کافی ہے، صلاۃ وسلام اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ مخلوق میں سے افضل ترین ہستی پر، آپ کی آل، صحابہٴ کرام اور ان کے طریقے پر چلنے والوں اور پیروکاروں پر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (۱۱)

(سورۃ الاحزاب، ۷۰)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور دُرست بات کہو۔“

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔“ (۱۲)

حمد وثنا اور صلوٰۃ وسلام کے بعد! ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے حقائق پیش کرے تاکہ وہ بصیرت اور ہدایت کے راستے پر چلیں، اس کا کام یہ نہیں کہ خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے۔ پس حق دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہے۔

اب ہم موضوع پر گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔ ان دنوں ہم نے کچھ پمفلٹ دیکھے اور سُنے ہیں جو جھوٹی اور باطل باتوں کا پلندہ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے میلاد شریف کے بارے میں سیدھے سادے، کم فہم اور کم علم مسلمانوں کو بہکانے کے لیے لکھے گئے ہیں، اس لیے بیان کی قدرت رکھنے والے پر واجب ہے کہ حقیقتِ حال بیان کرے تاکہ علم کے طلب گاروں سے متعلق وارد وعید میں داخل نہ ہو۔

(۱)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

”جس نے ہمارے اس دین میں ایسی بات نکالی جو اس دین سے نہیں

ہے(اس کی اصل دین میں نہیں ہے)وہ مردود ہے۔‘‘(۱۳)

یہ بھی فرمایا:

’’نو پیدا اُمور سے بچو، کیوں کہ ہر نو پیدا امر بدعت ہے (کُلُّ مُحۡدَثَۃٍ بِدۡعَۃٌ)اور ہر بدعت گمراہی ہے۔‘‘(۱۴)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حدیث میں لفظ ’’کُلُّ‘‘ آیا ہے جو عموم کے لیے ہے اور بغیر کسی استثنا کے بدعت کی تمام قسمیں شامل ہیں، لہٰذا ہر بدعت (نیا کام) گمراہی ہے، یہ لوگ اپنے اِس قول اور جرأت کی بنا پر تمام علماے اُمت کو بدعتی قرار دیتے ہیں، حالاں کہ علماے اُمت کے پیشوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (جنھوں نے رمضانُ المبارک کی راتوں میں باقاعدہ باجماعت تراویح کا اہتمام کیا۔) اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صحابۂ کرام کے بارے میں یہ بات نہیں کہتے تو ہم کہیں گے کہ تم صحابۂ کرام کے بارے میں بھی یہی کچھ کہتے ہو۔تم نے کہا ہے کہ بدعت کی تمام قسمیں بغیر کسی استثنا کے مراد ہیں، یہ قول خود تمہارا گریبان پکڑتا ہے، اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تائید حاصل ہے (کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے چند روز تراویح باجماعت پڑھائیں)، ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کے سامنے کچھ دوسرے اعمال پیش کریں گے، جو صحابۂ کرام اور تابعین نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی وفات کے بعد کیے، کیا آپ اُن پر بھی بدعت اور گمراہی کی تہمت لگائیں گے؟ نہیں تو کیا کہیں گے؟

(۱) جمع قرآن:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم رحلت فرما گئے تو قرآن پاک کسی چیز میں جمع نہیں کیا گیا تھا...... ہم کہتے ہیں کہ (مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی) جنگ یمامہ میں بہت سے صحابۂ کرام شہید ہو گئے تو حضرت عمر فاروق ہی وہ ہستی ہیں جنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو مصحف میں قرآن پاک جمع کرنے کا مشورہ دیا، حضرت ابوبکر صدیق نے توقف کیا اور فرمایا...... ’’ہم وہ کام کیسے کریں جو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہیں کیا''......حضرت عمر فاروق نے فرمایا......''اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے'' (حضرت عمر فاروق کا یہ فرمانا قابل توجہ ہے کہ ''اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے'') حضرت عمر فاروق حضرت صدیق اکبر سے تقاضا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی شرح صدر عطا فرمادیا (اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متفق ہوگئے) انھوں نے حضرت زید بن ثابت کو پیغام بھیجا اور انھیں قرآن پاک کے تلاش کرنے اور جمع کرنے کا حکم دیا، حضرت زید نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو مجھے جو قرآن پاک کے جمع کرنے کا حکم دیا ہے اس سے زیادہ مشکل نہ ہوتا''......پھر انھوں نے کہا کہ: ''آپ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہیں کیا''......آپ نے فرمایا......''یہ کام اچھا ہے''......''حضرت ابوبکر صدیق مجھ سے تقاضا کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا۔'' (۱۵) (اور مجھے بھی اطمینان حاصل ہوگیا) رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۲) مقامِ ابراہیم کو بیت اللہ شریف سے فاصلے پر رکھنا:

امام بیہقی قوی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ: مقام ابراہیم (وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیت اللہ شریف سے متصل تھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فاصلے پر رکھ دیا (۱۶) اور تمام صحابہ نے اتفاق کیا۔ (۱۷)

(۳) جمعہ کے دن پہلی اذان کا اضافہ:

صحیح بخاری میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے تیسری اذان کا اضافہ کیا (۱۸) (بخاری، ج ۱، مطبوعہ مصر، ص ۱۶۲) (جمعہ کی پہلی اذان یعنی اذانِ ثانی اور تکبیر سے پہلے والی اذان۔)

(۴) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ صلوٰۃ:

سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درود پاک کے چند کلمات لکھوائے، وہ یہ کلمات لوگوں کو سکھایا کرتے تھے، اس درود پاک کا ذکر امام سعید بن منصور نے اور ابن جریر نے ''تہذیب الآثار'' میں ابن ابی عاصم اور یعقوب بن شیبہ نے اخبار علی میں اور طبرانی وغیرہم نے حضرت سلامہ کندی کے حوالے سے کیا۔(۱۹)

(۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد میں اضافہ:

حضرت ابن مسعود (وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ!) کہا کرتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا (۲۰) (ہمارے رب کی طرف سے ہم پر سلامتی ہو) اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا، اس کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں، جیسے کہ مجمع الزوائد میں ہے۔

(٦) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تشہد کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کا اضافہ کیا:

اسی طرح اُنھوں نے تلبیہ حج میں اضافہ کیا لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْكَ وَالْعَمَلُ (۲۱) (میں دل وجان سے حاضر ہوں، تیری اطاعت کے لیے حاضر ہوں اور ہر خیر تیری ملکیت ہے، رغبت تیری طرف ہے اور عمل (تیرے لیے ہے) تلبیہ میں اضافہ صحیح بخاری اور مسلم میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ اضافے ہیں جو صحابۂ کرام اور اُمتِ مسلمہ کے علما اور فضلا نے کیے ہیں۔

ان تمام حضرات نے کچھ نئی چیزیں نکالیں اور انھیں اچھا جانا، حالاں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بابرکت زمانے میں نہیں تھیں اور یہ ہیں بھی عبادات میں سے، ان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا وہ گمراہ اور بدعات سیئہ کے مرتکب تھے؟...... نہیں تو وہ کیا تھے؟ نَبِّئُوْنِی بِعِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ (۲۲)

(۲)

رہا آپ کا یہ باطل دعویٰ کہ دین میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جسے بدعتِ حسنہ کا نام دیا جائے، تو اس کے جواب میں ہم آپ کے سامنے اکابر علمائے اُمت کے ارشادات پیش کرتے ہیں، جن کے کلام پر اعتماد کیا جاتا ہے، ان بے علم لوگوں کی بات نہیں ہے جن کا مقصد مسلمانوں کی

وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان میں فتنوں کی آگ بھڑکانے کے علاوہ کچھ نہیں، حالاں کہ اس وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد کی لڑی میں پرو دیا جائے۔

(ا)(الف) اپنے زمانہ کے یگانۂ روزگار علامہ اور اپنے دور کی حجت، شارح صحیح مسلم، امام حافظ نووی شرح صحیح مسلم طبع بیروت (۶/ ۲۱) میں فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فرمان ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یہ عام مخصوص البعض ہے، اس سے مراد اکثر بدعات ہیں، علمائے لغت کہتے ہیں کہ بدعت ہر وہ شئے ہے جو عمل میں لائی جائے اور اس کی مثال اس سے پہلے نہ ہو، اور اس کی پانچ قسمیں ہیں (۲۳) (جن کا ذکر نمبر ۴ر میں آ رہا ہے)

(ب) اور یہی امام 'تہذیب الاسماء والصافات' میں فرماتے ہیں:

بدعت، با کے نیچے زیر۔ شریعت میں ایسی چیز کے نکالنے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بابرکت زمانے میں نہ ہو، اس کی دو قسمیں ہیں (ا) بدعت حسنہ (۲) بدعت قبیحہ (۲۴)

(ج) یہ بھی فرماتے ہیں:

المحدثات۔ دال پر زبر۔ مُحْدَثَةٌ کی جمع ہے، اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کی شریعت میں اصل (دلیل) نہ ہو، اسے عرفِ شریعت میں بدعت کہا جاتا ہے، جس نئے کام کی شریعت میں اصل ہو وہ بدعت نہیں ہے، پس عرفِ شریعت میں بدعت مذموم ہے، جب کہ لغت میں اس طرح نہیں ہے، کیوں کہ لغت میں ہر اس چیز کو بدعت کہا جاتا ہے جو نئی ہو اور اس سے پہلے اس کی مثال نہ ہو، خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔

(۲) امیر المومنین فی الحدیث، شیخ الاسلام، حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری۔ جن کی جلالت قدر پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے، فرماتے ہیں:

ہر وہ کام جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا، اسے بدعت کہا جاتا ہے، لیکن کچھ بدعتیں حسن ہوتی ہیں اور کچھ حسن نہیں ہوتیں۔

(۳) امام ابونعیم ابراہیم جنید سے روایت کرتے ہیں:

میں نے امام شافعی کوفرماتے ہوئے سنا کہ بدعت کی دوقسمیں ہیں۔
(۱)بدعت محمودہ(۲)بدعت مذمومہ، جوبدعت(نیا کام)سنت کے موافق ہووہ محمود ہے اور جوسنت کےمخالف ہووہ مذموم ہے۔(۲۵)

امام بیہقی مناقب الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کرتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا:

نو پیدا اُمور دوقسم کے ہیں: وہ نیا کام جوقرآن پاک یا سنت یا اثر صحابہ یا اجماع کے خلاف ہووہ بدعت ضلالت ہے اور جو نیا کام ان میں سے کسی کےمخالف نہ ہووہ اچھا ہے۔(۲۶)

(۴) سلطان العلماءعزبن عبدالسلام اپنی کتاب(القواعد)کےآخرمیں فرماتے ہیں:

بدعت کی (پانچ) قسمیں ہیں (۱)واجب (۲)حرام (۳)مستحب (۴)مکروہ(۵)مباح۔ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کوشریعت کےقواعد کے سامنے پیش کرو، اگروہ ایجاب کےقواعد کے نیچے داخل ہوتو واجب ہے،تحریم کےقواعد میں داخل ہوتو حرام ہے، استحباب کےقواعد کےتحت داخل ہوتومستحب،مکروہ کےقواعد کےتحت داخل ہوتومکروہ اوراگر مباح کےقواعد کے نیچے داخل ہوتو مباح ہے۔(۲۷)

یہ جلیل القدرعلماہیں جنھوں نے اقسام مذکورہ کی طرف بدعت کی تقسیم کی ہے۔

اسلامی بھائی! تمہیں اللہ تعالیٰ کاواسطہ دے کرکہتا ہوں کہ غورکرکہ مخالفین کا وہ قول کہاں گیا کہ لفظ''کل''الفاظ عموم میں سے ہے اوربغیرکسی استثنا کے بدعت کی تمام قسموں میں شامل ہے، ادھران ائمہ کا ارشاد ہے جن کے سردار امام حافظ نووی فرماتے ہیں کہ لفظ ''کل''عام ہےاوراس سے''بعض''افرادمرادہیں۔

ایک طرف معترضین کا یہ مقولہ ذہن میں رہے کہ دین میں بدعتِ حسنہ نام کی کوئی چیزنہیں ہے، دوسری طرف عالم اسلام کے ائمہ کے ارشادات سامنے رکھیں جوہم ابھی ابھی پیش کرچکے ہیں،ان کے مقتدا صاحب مذہب امام جلیل امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ ہیں، علما تو رہے ایک طرف، عوام کو بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ فرمان معلوم ہے جیسے کہ مسلم شریف میں ہے...... ''جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس کے بعد اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا اجر ہے، جب کہ بعد والوں کے اجر وثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی......'' (۲۸) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے لیے اچھے طریقے کو نیکی اور ثواب کی زیادتی کے لیے اختیار کرنا جائز ہے، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسے اختیار نہ فرمایا ہو، سَنَّ سُنَّۃً کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے قواعد شریعت یا نصوصِ شریعہ کے عموم سے اجتہاد اور استنباط کی بنا پر اچھا طریقہ رائج کیا......

ہم نے صحابۂ کرام اور تابعین کے جن افعال کا ذکر کیا ہے وہ ہمارے دعوے میں بڑی دلیل ہے۔

(۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے میلاد پاک کی محفل کا آغاز

معترضین، عامۃ المسلمین اور سادہ مزاج لوگوں کو فریب دینے اور اپنے باطل نظریات کی اشاعت کے لیے اپنی عادت کے مطابق کہتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ (۱۱/۱۷۲) میں بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن میمون القداح نامی یہودی کی طرف منسوب سلطنت عبیدیہ کا مصر میں اقتدار (۳۵۷ھ تا ۵۶۷ھ) رہا۔ اسی حکومت نے بہت سے دنوں میں محافل کا اہتمام کیا، ان ہی میں سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نسبت سے محفلِ میلاد بھی ہے۔

یہ وہ حوالہ ہے جو معترضین نے حافظ ابن کثیر سے نقل کیا ہے۔

ان لوگوں نے جس حوالے کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! آپ نے جھوٹ بولا ہے، آپ نے حافظ ابن کثیر کے بارے میں جو دعویٰ کیا ہے اور جو ان کی طرف منسوب کیا ہے وہ جھوٹ، افترا، ہیرا پھیری اور علمائے اُمت کے اقوال نقل کرنے میں خیانت ہے، اور اگر آپ کا اِس بات پر اصرار ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں

نکال کر دکھائیں۔

آپ کا وہ دعویٰ کہاں گیا کہ ہم اس مسئلے میں ہر خواہش نفس سے الگ ہوکر عدل و انصاف کے ساتھ بات کریں گے بلکہ یہ تو رُسوا کن، تعصب اور ناپسندیدہ خواہش نفس ہے۔

برادرانِ اسلام! آئندہ ہم علماے اُمتِ مسلمہ کے ارشادات کے نقل کرنے میں ایسے لوگوں پر کیسے اعتماد کر سکتے ہیں؟

برادرانِ اسلام! ہم آپ کے سامنے محفلِ میلاد اور اس کے آغاز کے بارے میں حافظ ابن کثیر کی صحیح اور اصلی رائے پیش کرتے ہیں۔ جسے اس موضوع پر عدل و انصاف کے ساتھ گفتگو کرنے کے دعوے دار نے چھپایا ہے۔ حافظ ابن کثیر ''البدایۃ والنہایہ'' مطبوعہ مکتبۃ المعارف (۱۳/ ۱۳۶) میں لکھتے ہیں:

> الملک المظفر ابوسعید کوکبری الخیا، بڑے سرداروں اور اصحاب مجد بادشاہوں میں سے تھا، اس کے اچھے آثار ہیں (یہ بات خاص طور پر قابلِ توجہ ہے) ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور پرشکوہ محفل منعقد کرتا تھا۔ وہ ذہین، بہادر، نڈر، صاحبِ علم و عقل اور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے (یہاں تک کہ اُنھوں نے کہا) میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ (۲۹)

اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! غور فرمائیں کہ حافظ ابن کثیر نے ملک مظفر کی کتنی مدح و ثنا کی ہے؟ انھوں نے کہا کہ وہ عالم تھا، عادل تھا، ذہین اور بہادر تھا اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے اور اچھا مقام عطا فرمائے، یہ نہیں کہا کہ وہ فاسق و فاجر اور زندیق تھا، بدکاریوں اور تباہ کن گناہوں کا مرتکب تھا، جیسے کہ معترضین، میلاد شریف کے قائلین کے بارے میں کہتے ہیں۔ ہم قارئین کی توجہ حوالۂ مذکور کی طرف مبذول کراتے ہیں، کیوں کہ اس جگہ امام جلیل کے بارے میں ہماری نقل کردہ گفتگو سے بھی عظیم گفتگو ہے، ہم نے طوالت کے خوف سے اسے نقل نہیں کیا۔

امام حافظ ذہبی، سیر اعلام النبلاء (۳۶/ ۳۳۶) میں ملک مظفر کا تذکرہ کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

وہ تواضع پسند، اچھا آدمی اور سُنّی تھا، فقہا اور محدثین سے محبت رکھتا تھا۔(۳۰)

(۴)

محفلِ میلاد شریف کے بارے میں ائمہ ہدایت کے ارشادات

(۱) امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الحاوی للفتاویٰ میں ایک رسالہ کا نام ''حسن المقصد فی عمل المولد'' رکھا ہے (میلاد شریف منانے میں حسن نیت) اس کی ابتدا میں فرماتے ہیں کہ: ماہِ ربیع الاول میں میلاد شریف منانے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ شرعی طور پر اس کا کیا حکم ہے؟ اور کیا وہ محمود ہے یا مذموم؟ اور کیا اس کے منانے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

میرے نزدیک جواب یہ ہے کہ میلاد شریف کی اصل یہ ہے کہ لوگ جمع ہو کر جہاں تک ممکن ہو قرآن پاک پڑھتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ابتدا کے بارے میں وارد احادیث اور آپ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی نشانیاں بیان کی جاتی ہیں، پھر دستر خوان بچھا کر کھانا کھلایا جاتا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں کیا جاتا، پھر لوگ واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ بدعات حسنہ میں سے ہے کیوں کہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی قدر و منزلت کی تعظیم اور آپ کے میلاد شریف پر خوشی کا اظہار ہے۔(۳۱)

(۲) علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم'' ص ۲۶۶ رمیں لکھتے ہیں:

اسی طرح بعض لوگوں نے عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد منانے کی مشابہت کے لیے یا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت اور تعظیم کے لیے نئے کام نکالے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں اس محبت اور کوشش پر ثواب عطا فرمائے گا۔

اُنھوں نے یہ بھی کہا:

یہ ایسا کام ہے جو سلفِ صالحین نے مقتضی کے موجود ہونے اور مانع کے نہ ہونے کے باوجود نہیں کیا۔(۳۲)

یہ اس شخص کا کلام ہے جس نے تعصب کو ایک طرف چھوڑ دیا اور وہ بات کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو راضی کرنے والی ہے۔

جہاں تک ہمارا معاملہ ہے تو ہم بقول علامہ ابن تیمیہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت اور تعظیم کے لیے محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں (نہ کہ عیسائیوں کی مشابہت کے لیے) اللہ تعالیٰ ہمیں اس محبت اور کوشش پر ثواب عطا فرمائے گا۔

علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا:

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمْ

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَّانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ (۳۳)

- اس بات کو چھوڑ دو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہی اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں جو چاہو کہو اور مان لو۔
- آپ کی ذاتِ اقدس کی طرف جو فضیلت چاہو منسوب کر دو اور آپ کے مرتبے کی طرف جو عظمتیں چاہو منسوب کر دو۔
- کیوں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی فضیلت کی کوئی حد نہیں ہے جسے کوئی انسان زبان سے بیان کرے۔

(۳) شیخ الاسلام، شارحین کے امام حافظ ابن حجر عسقلانی:

علامہ جلال الدین سیوطی الحاوی للفتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ: شیخ الاسلام، حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر سے محفلِ میلاد منعقد کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا:

> دراصل محفلِ میلاد کا منعقد کرنا بدعت (نیا کام) ہے، تین زمانوں (صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانوں) کے سلف صالحین سے منقول نہیں ہے لیکن اس کے باوجود خوبیوں اور خرابیوں پر مشتمل ہے، جو شخص

خوبیوں کو اپنائے اور خرابیوں سے بچے تو اس کے لیے بدعتِ حسنہ ہے،
مجھے ایک صحیح دلیل سے اس کا استخراج ظاہر ہوا ہے اور وہ صحیحین کی حدیث
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو
یہودیوں کو عاشورہ (دس محرم) کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، آپ نے ان
سے پوچھا تو اُنھوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے
فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی، ہم اللہ
تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں...... اس سے
معین دن میں اللہ تعالیٰ کی نعمت عطا فرمانے یا انتقام کے دور کرنے پر شکر
ادا کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) اس نبی اعظم نبی رحمت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس دن میں جلوہ گر ہونے سے بڑی
نعمت کون سی ہے؟

یہ تو اصلِ میلاد سے متعلق گفتگو ہے۔ رہا یہ امر کہ:
اس محفل میں کون سا عمل کیا جائے؟ تو جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ کے شکر پر اکتفا کرنا چاہیے، قرآن پاک کی تلاوت کی جائے،
کھانا کھلایا جائے، صدقہ کیا جائے، نعتیہ اور صوفیانہ اشعار پڑھے جائیں
جو دلوں کو اعمالِ صالحہ اور آخرت کے لیے اچھے کام کرنے کی رغبت
دلائیں۔ (۳۴)

یہ وہ استنباط ہے جس کے بارے میں معترضین کہتے ہیں کہ یہ غلط استدلال اور باطل قیاس ہے، اور اس کا برملا انکار کرتے ہیں۔ کاش! یہ سوچا جائے کہ انکار کرنے والے کی کیا حیثیت ہے اور جس پر انکار کیا جا رہا ہے اس کا کیا مقام ہے؟

(۴) امام حافظ محمد بن ابی بکر عبداللہ قیسی دمشقی نے میلاد شریف کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی ہیں مثلاً:

(۱) جامع الآثار فی مولد النبی المختار

(۲) اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق

(۳) مورد الصادی فی مولد الہادی (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ)

(۵) امام حافظ عراقی نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے:

المورد الھنی فی المولد السنی

(۶) حضرت حافظ ملا علی قاری نے میلادِ معطر کے بارے میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے:

المورد الروی فی المولد النبوی

(۷) امام علامہ ابن دحیہ نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے:

التنویر فی مولد البشیر والنذیر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم)

اس میں وہ ابولہب کے بارے میں کہتے ہیں:

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرٌ جَاۤءَ ذَمُّهٗ وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدًا
اَتٰى أَنَّهٗ فِي يَوْمِ الاِثْنَيْنِ دَائِمًا يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا
فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِيْ طُوْلَ عُمْرِهٖ بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَّمَاتَ مُوَحِّدًا (۳۵)

- جب یہ ایسے کافر کا حال ہے جس کی مذمت (قرآن پاک میں) آئی ہے اور جہنم میں اس کے ہاتھ ہمیشہ کے لیے ٹوٹے ہوئے ہیں۔
- حدیث میں آیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی بنا پر ہر پیر کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔
- اس مسلمان کے بارے میں کیا خیال ہے جو عمر بھر سیدنا احمد مرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تشریف آوری پر خوشی مناتا رہا اور عقیدۂ توحید پر اس دُنیا سے رُخصت ہوا۔

(۹) امام حافظ شمس الدین ابن الجزری جو قرا کے امام اور متعدد ومفید کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی مشہور آفاق کتاب کا نام ہے (النشر فی القراءات العشر) اُنھوں نے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا:

عرف التعریف بالمولد الشریف

(۱۰) امام حافظ ابن جوزی نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے (مولد العروس) جس میں

فرماتے ہیں:

میلاد شریف اس سال میں امان ہے اور مقصد و مدعا کے حاصل ہونے کی فوری بشارت ہے۔(۳۶)

(۱۱) امام حافظ نووی شارح مسلم کے اُستاد امام ابو شامہ اپنی کتاب (الباعث علی انکار البدع والحوادث/ص ۲۳) میں فرماتے ہیں:

ہمارے زمانے میں جو حسین ترین اور نیا کام اپنایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن خیرات تقسیم کرتے ہیں، اچھے اچھے کام (تلاوت، نعت خوانی، درود و سلام) کرتے ہیں، زیب و زینت اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، یہ سب کام اس بات کی دلیل ہیں کہ جو شخص یہ کام کرتا ہے اس کا دل تاجدارِ انبیا حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت سے سرشار ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔(۳۷)

(۱۲) امام حافظ قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب (مواہب لدنیہ (ط: المکتب الاسلامی ۱/۱۴۸) میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے میلادِ مبارک کے مہینے کی راتوں کو عیدیں قرار دیتا ہے، تاکہ اس کا یہ عمل اس شخص کے لیے شدید ترین بیماری بن جائے جس کا دل لاعلاج مرض میں مبتلا ہے۔(۳۸)

اسی طرح امام حافظ سخاوی، امام حافظ وجیہ الدین بن علی بن الدیبع شیبانی زبیدی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کے عنوان پر گفتگو کی ہے اور کتابیں لکھی ہیں، اس موضوع پر لکھنے والوں کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے......

برادرانِ اسلام! آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم!

- ......کیا اُمتِ مسلمہ کے اتنے علما وفضلا جو میلا د شریف منانے کے قائل ہیں اور اس موضوع پر اُنھوں نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔کیا وہ سب (معاذ اللہ!) زندیق ہیں؟
- ......کیا وہ عبداللہ بن سبا یہودی کی اولاد ہیں؟
- ......کیا یہ اکابر علما جنھوں نے حدیث اور فقہ وغیرہ علوم میں مفید کتابیں اور شروح لکھی ہیں اور تمام عالم اسلام ان کے بیان کردہ احکام اور فتاویٰ کو تسلیم کرتا ہے، سب کے سب فاسق و فاجر، بدکاریوں کے مرتکب اور تباہ کن گناہوں کے مرتکب تھے؟
- ......کیا معترضین کے قول کے مطابق وہ عیسائیوں کے میلادِ عیسیٰ علیہ السلام منانے کی مشابہت اختیار کرتے تھے؟
- ......کیا وہ یہ کہتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اُمت مسلمہ کو یہ تبلیغ نہیں کی تھی کہ انھیں کون سا عمل کرنا چاہیے؟

برادرانِ اسلام! ان سوالوں کا جواب آپ کے سپرد کرتے ہوئے ہم آگے بڑھتے ہیں۔

(۵)

معترضین یہ کہتے ہیں کہ اگر محفلِ میلاد منانا دین سے ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسے اُمت کے سامنے بیان فرماتے یا اپنی زندگی میں خود مناتے یا آپ کے صحابۂ کرام مناتے، کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ازراہِ تواضع اپنا میلاد نہیں منایا کیوں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر طعن ہے۔(معترضین کا اعتراض)

اس کا جواب یہ ہے کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہیں کیا یا آپ کے بعد صحابۂ کرام نے نہیں کیا۔ تو ان حضرات کا نہ کرنا اس کام کے حرام ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ ارشاد ہے...... مَنۡ سَنَّ فِی الۡاِسۡلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً (الحدیث)(۳۹) ’’جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا‘‘......اس حدیث میں واضح طور پر اس کام کے نکالنے کی ترغیب دی گئی ہے جس کی اصل (دلیل) شریعت مبارکہ میں موجود ہے، اگرچہ وہ کام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آلہٖ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہ کیا ہو۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہر وہ کام جس کی سند شریعت سے موجود ہو وہ بدعت نہیں ہے۔ اگر چہ سلف صالحین نے نہ کیا ہو، کیوں کہ سلف صالحین کے اس کام کو ترک کرنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس وقت انھیں کوئی عذر درپیش ہو یا انھوں نے اس سے افضل کام اختیار کیا ہو یا ان سب تک اس کام کا علم نہ پہنچا ہو۔

لہٰذا جو شخص کسی شے کو اس بنا پر حرام قرار دیتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسے نہیں کیا تو اس کا دعویٰ بے دلیل اور مردود ہے۔

آپ نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے کہ:

''جس شخص نے ایسا کام نکالا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اور آپ کے صحابۂ کرام نے نہیں کیا اس نے دین میں بدعت نکالی ہے۔''

ہم آپ کے بیان کردہ قاعدے کے مطابق کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس اُمت کے لیے دین کی تکمیل نہیں کی اور اُمت کو ان کاموں کی تبلیغ نہیں فرمائی جو کرنے چاہئیں (کیوں کہ آپ نے نیا اور اچھا کام نکالنے کی تحسین فرمائی ہے، نیا کام تب ہی ہوگا جب نہ تو آپ نے کیا ہو اور نہ ہی صحابہ نے کیا ہو) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بارے میں دین کے مکمل نہ کرنے اور اُمت کو تبلیغ نہ کرنے کا عقیدہ وہی شخص رکھے گا جو زندیق ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین سے خارج ہو۔

ہم آپ کی موافقت کرتے ہوئے آپ کی زبان سے کہتے ہیں کہ آپ نے اصل عبادات میں بہت سے ایسے مسائل نکالے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہیں کیے، صحابۂ کرام نے نہیں کیے، تابعین نے نہیں کیے، یہاں تک کہ تبع تابعین نے بھی نہیں کیے......

بطورِ مثال چند مسائل ملاحظہ ہوں، اگر چہ ان میں حصر نہیں ہے......

(۱) حرمین شریفین اور دیگر مساجد میں نمازِ تراویح کے بعد نماز تہجد ادا کرنے کے لیے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کرنا......

(۲) نمازِ تراویح، اسی طرح نمازِ تہجد میں دعاے ختم قرآن کا پڑھنا......

(۳) حرمین شریفین میں خاص طور پر ۲۷/رمضان کوقرآن پاک ختم کرنا۔

(۴) نمازِ تراویح کے منادی کا اعلان کرنا صَلٰوۃَ الْقِیَامِ اَثَابَکُمُ اللّٰہُ
(نمازِ تہجد میں شرکت کرو اللہ تعالیٰ تمھیں ثواب عطا فرمائے۔)

(۵) یہ کہنا کہ توحید تین قسم کی ہے: (۱) توحید الوہیت (۲) توحید ربوبیت (۳) توحید اسما و صفات......کیا یہ حدیث شریف ہے؟...... یا کسی صحابی کا قول ہے؟...... یا چار اماموں میں سے کسی کا قول ہے؟

اس کے علاوہ بہت سے مسائل ہیں جن کے ذکر کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے۔ مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے اداروں کا قائم کرنا، اسلامی جامعات (یونیورسٹیاں) قائم کرنا، حفظ قرآن پاک کے لیے تنظیمیں بنانا، دعوت وارشاد کے دفاتر قائم کرنا، مشائخ کی محفلوں کے ہفتے منانا وغیر ذلك (کیا یہ سب جائز اور محفلِ میلاد نا جائز؟ فالی اللہ المشتکی)......اس کے باوجود ہم ان چیزوں کا انکار نہیں کرتے، ہمارے نزدیک یہ امور بدعاتِ حسنہ میں سے ہیں لیکن معترضین ایسے کام کرنے والوں پر شدید انکار کرتے ہیں (مثلاً میلاد شریف، توسل اور زیارت) اور خود ایسے کام کرتے ہیں (گویا یہ اختیار ان کے پاس ہے کہ جسے چاہیں حلال کردیں اور جسے چاہیں حرام کردیں۔)

یہ نئے اور دینی کام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے نہیں کیے، اس کے باوجود آپ خود یہ کام کرتے ہیں، حالاں کہ یہ آپ کے اس قاعدے کے واضح خلاف ہیں کہ:

> عبادات توقیفی ہیں (اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بیان کرنے پر موقوف ہیں) اور ہر وہ کام جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ نے نہیں کیا وہ بدعت (سیئہ) ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ احکامِ شرعیہ کے تیار کرنے کا آپ کو اختیار ہے اور دوسرے لوگوں کو نہیں ہے۔ وَجَنَتْ عَلٰی نَفْسِهَا بَرَاقِش (بے وقوف اپنے اوپر ہی ستم ڈھاتا ہے)۔

معترض نے دعویٰ کیا ہے کہ محافلِ میلاد کے اکثر احیا کرنے والے فاسق و فاجر ہیں، یہ کلام درجۂ اعتبار سے ساقط ہے، اگر کسی چیز پر دلالت کرتا ہے تو وہ قائل کی اصلیت ہے، ہماری طرف سے اس کا جواب صرف اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۴۰)

(آپ فرمادیجیے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو!)

کیا جن اکابر ائمہ کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب معترض کی نظر میں فاسق و فاجر ہیں؟...... کچھ بعید نہیں کہ مخالف یہ بات بھی کہہ دے...... سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (اے اللہ! تو پاک ہے، یہ عظیم بہتان ہے) ہم بقول شاعر کہتے ہیں ؎

وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ نَشْرَ فَضِيْلَةٍ طُوِيَتْ أَتَاحَ لَهَا لِسَانَ حُسُوْدٍ

جب اللہ تعالیٰ کسی مخفی فضیلت کو اُجاگر کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے حاسدوں کی زبان مقرر فرمادیتا ہے۔

(۶)

معترض نے، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرمائے بعض الفاظ پر اشکال قائم کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ مشرکانہ کلمات ہیں، ان میں سے عارف باللہ تعالیٰ امام بوصیری کا یہ شعر بھی ہے ؎

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ (۴۱)

اے تمام مخلوق میں سے معزز! آپ کے سوا میرے لیے کون ہے جس کی عام مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت پناہ لوں؟

ہم نہیں جانتے کہ معترض کے نزدیک یہ اشکال کیسے پیدا ہوا اور اس نے امام بوصیری کے اس مصرع میں کیوں غور نہیں کیا؟ اُنھوں نے فرمایا ہے: "عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ" ہم قارئین سے پوچھتے ہیں کہ "الْحَادِثِ الْعَمَمِ" کیا ہے؟

اَلْعَمَمِ وہ امر ہے جو تمام جنوں اور انسانوں بلکہ تمام مخلوقات کو شامل ہو، اس سے کسی

بھی انسان کے دل میں روزِ قیامت کی مصیبت کے علاوہ کوئی مصیبت نہیں آئے گی، معترضین اور قارئین کے سامنے یہ اشکال حل ہوجانے کے بعد واضح ہوجائے گا کہ امام بوصیری کی مراد قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بارگاہ میں سے شفاعت کی درخواست ہے، کیوں کہ قیامت کے دن حضرت افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں ہوگی جس کی ہم پناہ لیں اور جس کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں، اور جس سے سفارش کی درخواست کریں۔ اس دن انبیاے کرام اور رسولانِ گرامی نفسی نفسی کہیں گے اور شفیع روزِ محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کہیں گے اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا (۴۲) ''ہم شفاعت عظمیٰ کے لیے ہیں''، ''ہم اس کے لیے ہیں''...... اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معترضین کو جو اشکال پیش آیا ہے وہ بصارت اور بصیرت کے فقدان کی بنا پر ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں امن اور عافیت عطا فرمائے......

عوام الناس کے نزدیک اس مشکل کی ایک مثال وہ واقعہ بھی ہے جو جلیل القدر حنفی امام کمال الدین ابن الہمام صاحبِ فتح القدیر (شرح ہدایہ) نے مناسک فارسی اور شرح مختار میں بیان کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر یوں عرض گزار ہوئے ؂

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَ

- اے تمام انسانوں اور جنوں سے افضل! اور اے تمام مخلوق کے خزانے! مجھے اپنے جودو کرم سے نوازیں اور مجھ سے اپنی خاص رضا کے ذریعے راضی ہوجائیں۔
- میں آپ کے لطف وکرم کا اُمیدوار ہوں اور مخلوق میں آپ کے سوا ابوحنیفہ کے لیے کوئی نہیں ہے۔

(۷)

معترضین کہتے ہیں کہ محافلِ میلاد میں مردوں اور عورتوں کا ملا جلا اجتماع ہوتا ہے، سازوں کا استعمال ہوتا ہے، گانے گائے جاتے ہیں اور نشہ آور مشروب پیے جاتے ہیں...... اللہ کی قسم! انھوں نے جھوٹ کہا۔ ہم نے سینکڑوں محافلِ میلاد میں شرکت کی ہے، ہم نے تو کہیں مرد

وزن کا بے حجابانہ اختلاط نہیں دیکھا، نہ ہی گانے بجانے کے آلات دیکھے ہیں، جہاں تک نشہ آور اشیا کا تعلق ہے تو ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں، ہم نے نشہ دیکھا ہے لیکن وہ دُنیا والوں کا نشہ نہیں ہوتا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کا نشہ دیکھا ہے، یہ ایسا نشہ ہے جو ہر چیز پر یہاں تک کہ سکراتِ موت پر بھی چھا جاتا ہے، جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کی حلاوت موت کی تلخیوں کے ساتھ مخلوط ہوگئی، سکراتِ موت پر سکراتِ محبت غالب آ گئے اور وہ حالتِ سکرات میں کہہ رہے تھے۔

غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَّصَحْبَہٗ (۴۳)

میں کل حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ایسی محبوب ہستیوں سے ملاقات کروں گا۔

(۸)

معترضین کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت اور وفات کا دن ایک ہی ہے (یعنی پیر کا دن)، لہٰذا اس دن غم کی بجائے خوشی منانے کو ترجیح نہیں ہونی چاہیے......اگر دین رائے سے ہوتا تو اس دن کو غم اور ماتم منانا چاہیے تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ! یہ کیا فصاحت ہے؟......اس کا جواب امام علامہ جلال الدین سیوطی نے (الحادی للفتاویٰ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ج ۱، ص ۱۹۳) دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لیے عظیم ترین نعمت اور آپ کی وفات ہمارے لیے عظیم ترین مصیبت ہے، شریعت مبارکہ نے نعمتوں کے شکر کے ظاہر کرنے پر اُبھارا ہے اور مصائب پر صبر وسکون اور پردہ داری کی ترغیب دی ہے، شریعت نے بچے کی پیدائش پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کی پیدائش پر شکر اور خوشی کا اظہار ہے، موت کے وقت ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع فزع کے اظہار سے منع کیا ہے، پس قواعد شریعت سے معلوم ہو گیا کہ اس مہینے

میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے حوالے سے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے، نہ کہ آپ کی وفات کے حوالے سے اظہارِ رنج والم کرنا چاہیے۔

امام ابن رجب اپنی کتاب (اللطائف) میں روافض کا رَدکرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انھوں نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی وجہ سے عاشورہ (دس محرم) کو ماتم کا دن قرار دے دیا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے انبیاے کرام کے مصائب اور ان کی وفات کے دنوں کو ماتم قرار دینے کا حکم نہیں دیا، تو ان سے کم درجہ حضرات کا یومِ وفات کس طرح ماتم کا دن مقرر کیا جا سکتا ہے۔ (۴۴)

خاتمہ

ہم اس گفتگو کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں، امام ابویعلیٰ، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا...... ''ہمیں تمہارے بارے میں جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے قرآن پاک پڑھا، یہاں تک کہ جب اس پر قرآن کی رونق دیکھی گئی اور اسلام اس کی چادر ہو گیا تو اس نے چادر اُتار دی اور اُسے پس پشت ڈال دیا اور تلوار لے کر اپنے پڑوسی پر چڑھ دوڑا اور اس پر شرک کی تہمت لگائی۔'' ......حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا...... ''اے اللہ کے نبی! ایک الزام لگانے والا ہے اور دوسرا وہ ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے، ان دونوں میں سے کون شرک کے قریب تر ہے؟ فرمایا...... ''الزام لگانے والا'' ......حافظ ابن کثیر نے کہا کہ اس کی سند عمدہ ہے۔ (۴۵)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ مقالہ مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب پر رحمتیں نازل فرمائے۔

☆☆☆

حوالے

تخریج: مولانا محمد نذیر سعیدی، لاہور/ مولانا محمد عباس رضوی، گوجرانوالہ

(۱) قرآنِ حکیم، سورۂ آل عمران: ۸۱

(۲) قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، ۱۴۶

(۳) قرآن حکیم، سورۂ انعام، ۲۰

(۴) قرآن حکیم، سورۂ بقرہ: ۸۹

(۵) قرآن حکیم، سورۂ صف: ۶

(۶) قرآنِ حکیم، سورۂ مآئدہ: ۱۱۲، ۱۱۵

(۷) قرآنِ حکیم، سورۂ مآئدہ: ۱۱؛ سورۂ آلِ عمران: ۱۰۳؛ سورۂ اعراف: ۸۴؛ سورۂ فاطر: ۳ وغیرہ

(۸) قرآنِ حکیم، سورۂ احزاب: ۵۶، ۵۷

(۹) قرآن حکیم، سورۂ احزاب: ۴۳

(۱۰) قرآن حکیم، سورۂ توبہ: ۲۴

(۱۱) قرآن حکیم، سورۂ احزاب: ۷۰

(۱۲) صحیح بخاری، باب من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر، ج ۲، ص ۸۹۰؛ باب اکرام الضیف، ج ۲، ص ۹۰۶؛ کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ج ۲ ص ۹۵۸

(۱۳) صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور، ج ۱ ص ۳۷۱

(۱۴) مسند احمد بن حنبل، حدیث العرباض بن ساریہ، ج ۴ ص ۱۲۶۔۱۲۷

(۱۵) صحیح بخاری، باب جمع القرآن، ج ۲ ص ۷۴۵

(۱۶) تاریخ الخلفاء، للسیوطی، باب اولیات عمر رضی اللہ عنہ ص ۱۳۷

(۱۷) فتح الباری، ج ۱ ص ۳۸۷، ۳۹۶

(۱۸) صحیح بخاری، باب الاذان یوم الجمعہ، ج ۱ ص ۱۲۴

(۱۹) المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۹ ص ۱۱۶، حدیث نمبر ۹۰۸۹

(۲۰) مجمع الزوائد، باب التشہد والجلوس، ج ۲ ص ۱۴۳

(۲۱) صحیح مسلم، باب التلبیہ وصفتہا ووقتہا، ج ۱ ص ۳۷۵۔۳۷۶

(۲۲) قرآن حکیم: سورۂ انعام: ۱۴۳

(۲۳) شرح صحیح مسلم مع مسلم، کتاب الجمعہ، ج ۱ ص ۲۸۵

(۲۴) تہذیب الاسماء واللغات (بدع) الجزء الاول من قسم الثانی، ص ۲۲

(۲۵) حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج ۹، ص ۱۱۳

(۲۶) تہذیب الاسماء واللغات بحوالہ الامام البیہقی، لفظ ''بدع''، الجزء الاول من القسم الثانی، ص ۲۳

(۲۷) ایضاً، بحوالہ عبدالعزیز فی کتاب قوائد البدعۃ، ص ۲۲

(۲۸) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ، ج ا، ص ۳۲۷

(۲۹) البدایہ والنہایہ، ترجمہ الملک المظفر ابوسعید کوکبری، ج ۱۳، ص ۱۳۶۔۱۳۷

(۳۰) سیر اعلام النبلاء صاحب اربل ملک مظفر الدین، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ترجمہ ۲۰۵، ۲۲/۳۳۶

(۳۱) الحادی للفتاویٰ، حسن المقصد فی عمل المولد، ج ا، ص ۱۸۹

(۳۲) اقتضاء الصراط المستقیم، مطبوعہ دار الحدیث، ص ۲۶۶

(۳۳) قصیدۃ البردہ للامام شرف الدین البوصیری مع شرح العمدہ، ص ۳۶، انجمن نعمانیہ ۱۳۳۹ھ

(۳۴) الحادی للفتاویٰ (حسن المقصد فی عمل المولد)، ج ا، ص ۱۹۶

(۳۵) الحادی للفتاویٰ بحوالہ مورد الصاوی فی مولد الہادی (حسن المقصد فی عمل المولد) ج ا، ص ۱۹۷؛ شرح المواہب اللدنیہ، ج ا، ص ۱۳۹

(۳۶) المواہب اللدنیہ بحوالہ ابن جزری، رضاعہ عند الولادۃ، المکتب الاسلامی بیروت، ج ا، ص ۱۴۸

(۳۷) الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص ۲۳

(۳۸) المواہب اللدنیہ، رضاعہ عند الولادۃ، المکتب الاسلامی، بیروت، ج ا، ص ۱۴۸

(۳۹) صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الصدقہ، ج ا، ص ۳۲۷

(۴۰) قرآن حکیم، سورۂ بقرہ: ۱۱۱ و سورۂ نمل: ۶۴

(۴۱) القصیدۃ البردہ، الفصل العاشر فی ذکر المناجات وعرض الحاجات، تاج کمپنی لاہور، ص ۳۴

(۴۲) مسند احمد بن حنبل، ج ا، ص ۲۸۲؛ البدایہ والنہایہ، ج ا، ص ۱۷۱، مسند ابویعلی، حدیث نمبر ۳۳۲۴، ج ۳، ص ۶

(۴۳) تہذیب، تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۳، ص ۳۱۷، فی ترجمہ بلال

(۴۴) الحادی للفتاویٰ، حسن المقصد فی عمل المولد، دار الفکر، بیروت، ج ا، ص ۱۹۳

(۴۵) کشف الاستار من زوائد البزار، ج ا، ص ۹۹، حدیث نمبر ۱۷۵؛ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج ا، ص ۲۴۸، حدیث نمبر ۸۱، ذکر ما کان یتخوف صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ امتہ جدال المنافق۔

☆☆☆

(الحمد للہ تعالیٰ! آج ۲۶ ر رمضان المبارک ۵ ر فروری ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء کو ترجمہ مکمل ہوا- شرفؔ قادری)

ایک صالح و علمی تحریک "نوری مشن مالیگاؤں"

فروغِ دین وسُنّیت کے لیے نوری مشن مالیگاؤں کا قیام ہوا۔ درج ذیل شعبوں میں مشن کا کارواں استقامت کے ساتھ سرگرم عمل ہے:

(۱) تصنیف واشاعت اور ترسیلِ کتبِ سلفِ صالحین (۲) فلاحی خدمات (۳) دعوت وتبلیغ
(۴) طبی معاونت (۵) اخبارات وسوشل میڈیا کے لیے مستند مواد کی ترسیل

منزل بہ منزل

(۱) قلبِ شہر میں اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر زیر تعمیر ہے، جہاں دینی، علمی، تحقیقی وفلاحی شعبے مستقل کام کریں گے۔ اسے علامہ قمر الزماں خان اعظمی اور علامہ محمد ارشد مصباحی (سربراہ: اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل یوکے) کی سرپرستی حاصل ہے۔

(۲) نوری مشن سے طبی معاونت کا سلسلہ مستحقین میں ایک مدت سے جاری ہے۔ گزشتہ عرسِ تاج الشریعہ سے ''تاج الشریعہ کلینک'' (گولڈن نگر پاور ہاؤس کے پاس، مالیگاؤں) باقاعدہ جاری ہے۔

(۳) میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہاروں میں مستحق گھرانوں میں غذائی ضروریات کے مطابق ''راشن پیکیج'' کی تقسیم ہر سال کی جاتی ہے۔ بسا اوقات ضروری مواقع پر بھی راشن کٹ کی تقسیم کی جاتی ہے۔

(۴) عرسِ اعلیٰ حضرت پر رعایتی شرح پر ضخیم کتابوں کی اسکیم ہر سال رکھی جاتی ہے، لاکھوں روپے کی کتابیں عام ہوتی ہیں۔

(۵) مدارس، لائبریریوں اور علمائے کرام کو کتابوں کے پیکٹ ارسال کیے جاتے ہیں۔

(۶) کتابوں کی اشاعت اور بلا قیمت تقسیم کا سلسلہ 130 مطبوعات سے بھی آگے بڑھ چکا ہے۔ لاکھوں کتابیں تقسیم ہوئیں اور مفید نتائج برآمد ہوئے۔

(۷) رضا اکیڈمی ممبئی کا مجلہ "یادگارِ رضا" غلام مصطفیٰ رضوی مرتب کرتے ہیں اور پابندی سے شائع ہو کر علمی بزم کی زینت بنتا ہے۔

(۸) مستحق افراد کی انفرادی معاونت کا سلسلہ پورے سال جاری رہتا ہے۔

(۹) مشہورِ زمانہ ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی اشاعت، ترسیل کا کارواں تسلسل کے ساتھ رواں دواں ہے۔ اب تک چار ایڈیشن شائع کیے جا چکے ہیں جن میں منفرد نسخہ "الفی قرآن مع کنزالایمان" کی اشاعت بھی شامل ہے۔

(۱۰) الحمدللہ ہندی میں بھی اشاعتی کام شروع کیا گیا ہے۔

فروغِ اہلسنّت کے لیے علمی ومالی تعاون کی گزارش ہے۔

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر

پلاٹ نمبر 38، سروے نمبر 25، اعلیٰ حضرت روڈ، نور باغ، مالیگاؤں

غلام مصطفیٰ رضوی 9325028586
فرید رضوی 9273574090
معین پٹھان 7588815888